Lesson 5: Ale Imraan (Ayaat 45 - 63): Day 139 سُوْرَةُ آلِ عِمْرَان کی تفسیر

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾

(سو تم لوگ) اللہ تعالٰی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔(۵۰) کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے۔

یہی بات اللہ کے نبیؑ نے فرمائی کیونکہ وہی ہمارا ربّ ہے۔ عیسیٰؑ اپنا عقیدہ کیا بتا رہے ہیں "اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے" ۔ ہر نبیؑ کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ کو ایک مانو۔ لوگ خود ہی احکام بدل دیتے ہیں۔ ہر نبیؑ نے سیدھا راستہ بتایا۔ توحید کا پیغام دیا۔ اُس دور کے عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

ہمارا بھی یہی فرض ہے کہ اللہ کا یہ پیغام عیسائیوں تک پہنچائیں۔ عیسیٰؑ کے پیغام سے ہمیں تین باتیں ملتی ہیں۔

1. اقتدار اللہ کا ہے۔ ہم بندے ہیں۔ ہم اللہ کی بندگی کریں۔
2. نبیؑ کی اطاعت اور پیروی کریں۔
3. حلال اور حرام کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔

حتیٰ کہ نبیؑ کے پاس بھی یہ اختیار نہیں۔ اللہ کے نبیؑ نے اپنی بیویوں کی خوشی کے لئے شہد کو اپنے اوپر حرام کر دیا۔ تو سورۂ تحریم میں آیات نازل ہو گئیں۔ کہ ناپسند کر سکتے ہیں لیکن اپنے اوپر حرام نہیں کر سکتے۔ اللہ کے پیغام کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

عیسیٰؑ نے اپنے کئی پیغامات میں خود کو اللہ کا بندہ کہا ہے۔ عیسائیوں کی پرانی کتابوں میں یہ بات ملتی ہے۔

عیسیٰؑ کی ولادت کی خوشخبری مریمؑ کو مل گئی۔ زیادہ تفصیلات سورۂ مریم میں آئیں گی۔

اَب اللہ تعالی ہمیں دوسرے منظر میں لے جاتے ہیں۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ جب عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر معلوم کیا تو کہا کہ اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں۔

درمیان کے سارے منظر نہیں دِکھائے گئے کہ عیسیٰؑ نبی بنے۔ بنی اسرائیل کی طرف گئے۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ عیسیٰؑ نے کئی سال اللہ کے دین کی دعوت دی۔ شروع میں یہود نے اِن کو اہمیت نہیں دی لیکن جب یہود کو اِن سے خطرہ محسوس ہُوا تو وہ اِن کے خلاف ہو گئے۔ یہود کے علماء کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ حکومت میں اُن کی بات سُنی اور مانی جاتی تھی۔ پھر عیسیٰؑ نے یہ فرمایا؛

" اللہ کی راہ میں میرا کون مددگار ہے۔۔"

جب تک لوگ گناہوں پر تنقید کرتے ہیں تو کچھ لوگ سمجھتے ہیں ان کو بولنے دو۔ پردے، نماز اور روزے کی بات کرو۔ لوگ کچھ نہیں کہتے۔ کچھ خوش ہوتے ہیں کہ مذہب کی بات ہو رہی ہے۔

جونہی آپ فرقہ واریت پر بات کرینگے، یا آپ لوگوں کو قران اور حدیثؐ پر لائیں گے کہ خود سے گھڑی ہوئی باتیں چھوڑ دیں۔ شدّت پسندی نہ کریں پھر لوگ آپ کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات لوگوں کو سیدھا سادہ دین پسند ہی نہیں آتا۔

بعض اوقات دین والے ہی دوسرے دین والے کے خلاف ہو جاتے ہیں۔

کچھ مذہبی لوگوں کو مذہب پر اپنی اجارہ داری پسند ہوتی ہے۔ صحیح دین بتانے والوں کو مخالفت سہنی پڑتی ہے۔ چاہے وہ امام ابو حنیفہؒ تھے یا احمد بن حنبلؒ یا امام تیمیہؒ۔ یہی مخالفت عیسیٰؑ کو سہنی پڑی۔

کچھ اللہ کی راہ پر چلنے والے تھے کچھ شیطان کے ساتھی۔

عیسیٰؑ کو ساتھیوں کی ضرورت تھی اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں کون میرا ساتھ دے گا؟

جو اللہ کی راہ پر چلے گا وہ اللہ کا ساتھی۔

یہاں خاص بات نوٹ کرنے والی یہ ہے کہ عیسیٰؑ نے اپنے لئے مدد نہیں مانگی اللہ کے دین کے لئے ساتھ مانگا۔ اور انہوں نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں بلکہ کہا کہ "حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں۔"

ہر کمپنی یہی چاہتی ہے کہ اُن کے کارکن اپنا کام سمجھ کر کریں لیکن وہ یہ جذبے پیدا نہیں کر سکتے جو کام اللہ سے محبت کروا دیتی ہے۔ کیسے لوگ اللہ اور نبی ﷺ کی محبت میں بھاگ بھاگ کر دین کے کام کرتے ہیں۔ نہ مال کی پرواہ اور نہ وقت اور جان کی۔

بعض اوقات ہم بھی جب لوگوں کو دین کی خدمت کرتے دیکھتے ہیں تو زیادہ تعریف نہیں کرتے کہ وہ یہ کام اللہ کی خوشی کے لئے کرتے ہیں۔ زیادہ تعریف سے شیطان اُن کو بھٹکا نہ دے اور خود نمائی یا فخر نہ پیدا ہو جائے۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ جس کے منہ پر تعریف کی سمجھو اُس کو چُھری سے کاٹ دیا۔ یعنی منہ پر زیادہ تعریف نہ کرو کہ اُس میں غرور نہ آ جائے۔

ہم جو کام بھی کرتے ہیں وہ اللہ کو پتا ہے۔ آپ اللہ سے اَجر چاہیں۔ اللہ کی خوشنودی چاہیں۔

آپ جتنا بھی اچھا کام کریں۔ وہ عام لوگوں سے چھپا کر کریں۔ اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ اللہ آخرت میں ہمارے اچھے اور نیک اعمال کی نمائش کرے گا اور ہمیں انشاءاللہ بہترین اَجر سے نوازے گا۔

ہم بہت خوش قسمت ہیں اللہ نے ہمیں اپنی کتاب سے جوڑ لیا ہے۔

"ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں۔۔۔" اللہ نے نبی پاکؐ کو صرف مکّہ اور مدینہ میں کام کروا کے اپنے پاس بُلا لیا۔ اب اللہ کے دین کو باقی دُنیا تک پہنچانا ہماری ذمّہ داری ہے۔ مسلم اُمّت نے اللہ کا پیغام پھیلانا ہے۔ ہمارے ہونے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ اللہ نے اپنا دین کا کام اُنہی لوگوں سے لینا ہے جن کو اللہ کو راضی کرنے کی فکر ہے۔ جو غور و فکر کرتے ہیں۔ جو بڑھ چڑھ کر اللہ کے دین کے کام کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اپنے مخلص لوگوں کو دین کے کام کرنے لئے چُن لیتا ہے۔

ہم سب اللہ کے راستے کے راہی ہیں۔ اللہ نظر اور حسد سے بچائے۔

"نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ" ہم نے اپنے اندر یہ روح لے کر آنی ہے۔ ہم اللہ کے نمائندے ہیں۔ نیّت کر لیں کہ ہم نے دین کی خدمت کرنی ہے۔ اللہ سے دُعائیں کریں کہ یا اللہ موت سے پہلے ہم سے نیکی کے کام کروا لیں۔ دین کی خاطر ایک دوسرے سے پیار کریں۔ پوری مسلم اُمّت ایک کنبہ ایک خاندان بن جاتا ہے۔ اللہ کی خاطر محبت کریں۔ دل خوشی اور سکون سے بھر جاتا ہے۔ پوری دُنیا آپ کا گھر بن جاتا ہے ہر مسلمان آپ کا بھائی اور بہن بن جاتا ہے۔ ہر جگہ رشتے داری ہو جاتی ہے۔

آپ اللہ کی خاطر دین کے کام کریں۔ لوگوں کی محبت خود بخود مل جائے گی۔

یہ عیسیٰؑ کے حواری ایسے ہی تھے جیسے اللہ کے نبیؐ کے صحابہ کرامؓ۔ اَلْحَوَارِيُّوْنَ یہ لفظ حور سے ہے جس کے معنی سفیدی کے ہیں۔ حور گوری عورت کو کہتے ہیں۔ ان کو اَلْحَوَارِيُّوْنَ اس لئے کہتے تھے کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دھوبی تھے اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ صاف دِل لوگ تھے۔ کچھ کہتے ہیں یہ مچھیرے لوگ تھے۔ کچھ کہتے ہیں یہ غریب لوگ تھے۔

اللہ اپنے کام کے لئے صاف دِل لوگوں کو چُنتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے زبیرؓ کو اپنا حواری کہا تھا۔ وہ آپؐ کے پھوپھی زاد تھے۔ اُن کو یہ لقب کچھ خاص کرنے پر ملا تھا۔

اللہ پر ایمان، اور اللہ سے محبت ہمیں اللہ کی طرف کھینچتی ہے۔ ہمارے اندر تقویٰ ہمیں کھینچ کھینچ کر اللہ کی طرف لے کر جاتا ہے۔ اس بات کی کبھی فکر نہ کریں کہ میں بس تھوڑا کام کر رہی ہوں۔ اپنی طرف سے کوشش پوری کریں۔ اللہ نے ہماری کوشش اور جذبہ دیکھنا ہے۔

"حواریوں نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں ہم اللہ پر یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہونے والے ہیں۔" اب انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ یہ دِل کی کیفیت ہے۔ ہمیں اللہ اچھا لگنے لگتا ہے۔ اللہ سے پیار ہو جاتا ہے۔ اُس کی رضا اور خوشنودی کی فکر لگ جاتی ہے۔ اُس کی بڑائی بیان کرنے لگتے ہیں۔ لیکن بات مکمل نہیں ہوتی جب تک ہمارے ہاتھ کان، جسم اللہ کی اطاعت میں نہیں لگ جاتا۔ یعنی زبان سے کہنا ہے، دل سے ماننا ہے اور عمل سے کر کے دِکھانا ہے۔ یہ ثابت کرنا ہے

کہ ہم صرف اُسی سے سچّی محبت کرتے ہیں۔ فرمانبر دار تب ہیں جب ہم اِس کے تقاضے پورے کرینگے۔

اب دیکھیں انہوں نے کہاہم مسلمان ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ ہم اللہ کے فرمانبر دار ہیں۔

جیسے نبیؐ کے دور میں لوگ مسلمان تھے۔ بعد میں حنفی، بریلوی اور شافعی یامالکی بن گئے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾

اے رب ہمارے! ہم اُس چیز پر ایمان لائے جو تو نے نازل کی اور ہم رسول کے تابعدار ہوئے سو تو ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

اَب یہاں بہت خاص بات ہے کہ یااللہ ہم تم پر ایمان لائے۔ جو کچھ تو نے نازل کیاہم نے مان لیااور دوسری بات ہم رسول کے تابعدار (فرمانبر دار) ہوئے۔ ہمارادین مکمل نہیں ہو تاجب تک نبیؐ کے تابعدار نہیں بنتے۔ ایمان مکمل ہو نہیں سکتاجب تک نبیؐ کی اطاعت نہیں کرینگے۔

"الشّٰهِدِيْنَ" ویسے تواس کے معنی گواہ کے ہیں لیکن پچھلی کتابوں میں صحابہ کرامؓ کے لئے یہ لقب آیاہے۔ عیسیٰؑ کے ساتھیوں نے خواہش کی تھی کہ ہمیں بھی آنے والے نبیؐ کے ساتھیوں میں شامل کر لیں۔ عیسیٰؑ اور اُن کے ساتھی بھی اللہ کے نبیؐ کا انتظار کر رہے تھے۔ اور الشّٰهِدِيْنَ یہ لقب ہمارا بھی ہو سکتاہے کہ ہم نے اللہ کو اور اُس کے نبیؐ کو مان کر گواہی دی ہے۔

دین کاکام کرنے والوں کو بھی مدد گار اور ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ چاہے تو اکیلے موسیٰؑ ہی کافی ہوتے یاہارونؑ کو ساتھ بھیج دیتا۔ اللہ کے نبیؐ کی فرشتوں سے مدد کر دیتا۔ اللہ لوگوں کے نصیب

جگا دیتا ہے۔ اللہ مخلص لوگوں سے دین کے کام لے کر اُن کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ دوسرا یہ پتا چلتا ہے کہ اچھا لیڈر اپنے ساتھیوں کو بھی وقت سے پہلے تیار کر لیتا ہے۔

اب آگے ہے وہ سازش۔ جو یہود نے عیسیٰؑ کے خلاف کی تھی۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والوں میں سے ہے (۵۴)

جب عیسیٰؑ نے اَصل دین کی تبلیغ شروع کی تو یہود اُن کے خلاف ہو گئے۔ (تفصیل سورۂ مائدہ میں آئے گی)۔ یہود نے نہ صرف دین میں اپنی مرضی سے تبدیلیاں کیں بلکہ بیت المقدس میں بیٹھ کر سود کا کاروبار شروع کر دیا۔ جب عیسیٰؑ نے تنقید کی اور سود سے منع کیا تو وہ عیسیٰؑ کے خلاف ہو گئے۔

علماء یہود نے مکر کیا۔ انہوں نے سازش کی کہ عیسیٰؑ پر کوئی ایسا الزام لگا دیں کہ سیاسی طور پر اِن کو جیل میں قید کروا دیں۔ اُس وقت رومن حکومت تھی۔ پہلا الزام یہودی علماء نے عیسیٰؑ پر یہ لگایا کہ یہ بے دین ہو گئے ہیں۔ ہمارے دین میں نت نئی تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ لوگون کو بھٹکا رہے ہیں۔

یہود علماء نے ایک رومی یہودی گورنر کو ساتھ ملایا۔ حکومت پر دباؤڈال کر عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھانے کی سازش کی۔ (یہ ایسے ہی ہے کہ آج ایک حق بات کہنے والے کو بے دین یا دہشت گرد ثابت کر کے سولی پر چڑھا دیا جائے)۔ آج بھی سچّی دعوت کرنے والوں پر الزام لگائے جاتے ہیں۔

قرآن اور حدیثؐ سے تو اِس سازش کی زیادہ تفصیل نہیں ملتی لیکن انجیل برنواز کا ترجمہ دیکھیں تو عیسیٰؑ کی جو کہانی ملتی ہے۔ وہ کچھ یوں ہے؛

عیسیٰؑ کے ایک ساتھی کو یہود نے رشوت دے کر ساتھ ملالیا کہ مخبری کر کے عیسیٰؑ کو پکڑوادیں۔ جب یہودی سپاہی عیسیٰؑ کو پکڑنے آئے تو اللہ نے اُسی مخبر کی شکل عیسیٰؑ جیسی بنادی اور وہ سپاہی غلطی سے اُسے عیسیٰؑ سمجھ کر لے گئے۔ اور اُسے سولی پر چڑھادیا۔

عیسیٰؑ ایک باغ میں چُھپے ہوئے تھے۔ ایک کوٹھڑی میں وہ اپنی عبادت میں مصروف تھے۔ باہر عیسیٰؑ کے بارہ سپاہی موجود تھے۔ بدلی شکل والا مخبر بھی اُن میں موجود تھا وہ پکڑا گیا لیکن اُسی کوٹھڑی کی چھت پھٹی۔ چار فرشتے اندر آئے اور عیسیٰؑ کو زندہ سلامت اپنے ساتھ آسمان پر لے گئے۔

کچھ لوگوں نے حیرانگی سے کہا Jesus by God غائب ہو گیا ہے۔ اُسی سے بات بن گئی کہ وہ گاڈ ہے۔ دین میں بعض اوقات اسی طرح بات سے بات بنتی ہے اور مشہور ہو جاتی ہے۔

جیسے ہمارے ہاں مشہور ہے کہ اللہ کے نبیؐ کا سایہ نہیں تھا۔ بات اصل یہ تھی کہ اُن کے سر سے بچپن ہی میں والدین کا سایہ نہیں تھا۔ وہ ایک انسان تھے۔ باقی باتیں لوگوں نے خود بنالیں۔

اب اللہ نے یہود کی سازش کا بہترین جواب دے دیا۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾

جس وقت اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! بے شک میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور جو لوگ تیرے تابعدار ہوں گے

انہیں ان لوگوں پر قیامت کے دن تک غالب رکھنے والا ہوں جو تیرے منکر ہیں پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہو گا پھر میں تم میں فیصلہ کروں گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے (۵۵)

تاریخ میں ہمیشہ عیسائی زیادہ رہے۔ آج بھی عیسائی ہی زیادہ ہیں۔ یہود کم ہی رہے۔ عیسیٰؑ 33 سال کی عمر میں اُٹھائے گئے۔ عیسیٰؑ کے جانے کے کچھ عرصہ بعد ٹیٹس نامی بادشاہ نے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ ایک لاکھ بیس ہزار یہودی مارے گئے۔ اس بات کو تقریباً دو ہزار سال ہو گئے ہیں کہ یہود کا کعبہ یعنی بیت المقدس گرا ہُوا ہے۔ وہاں صرف ایک دیوار کھڑی ہے۔

اُس کو دیوارِ گریہ کہتے ہیں۔ یہ وہاں جا کر روتے ہیں۔ چھٹی صدی ق م میں یہ بخت نصر نامی بادشاہ کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئے۔ کبھی طالوت کے ہاتھوں مارے گئے۔ کبھی ہٹلر کے ہاتھوں ذلیل ہو گئے۔ جو قومیں اپنے نبیوںؑ کا احترام نہیں کرتیں وہ ایسے ہی رسوا ہوتی ہیں۔ یہودی پوری دُنیا میں بھٹکتے رہے۔ کچھ لوگ مدینہ میں آکر آباد ہو گئے۔ عمرؓ نے بیت المقدس فتح کیا تو سب کو وہاں آنے کی اجازت ملی۔ دورِ عثمانی میں یہود وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ 1970 میں انہوں نے برطانوی وزیر کو ساتھ ملا کر اپنی ریاست بنالی۔ یہود کی آبادی صرف ڈیڑھ کروڑ ہے۔ پیسہ، فنانس اور سیاست پر اِن کا قبضہ ہے۔ لیکن مکّار قوم ہے۔ اندر سے سازشیں کرتے رہتے ہیں۔

آج مسلمانوں کا حال دیکھ لیں تعداد تو ہے لیکن کیسے کوئی عزّت ہی نہیں۔ کیسے ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ ہماری آبادی ڈیڑھ بلین ہے لیکن کوئی طاقت نہیں ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَاُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ

﴿۵٦﴾ سو جو لوگ کافر ہوئے انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

سو جن لوگوں نے انکار کیا۔ انہیں اللہ سخت عذاب دے گا۔ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

وَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ

﴿۵۷﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انہیں ان کا حق پورا پورا دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

نیک لوگوں کے لئے اللہ کی بشارتیں ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

ذٰلِكَ نَـتۡلُوۡهُ عَلَيۡكَ مِنَ الۡاٰيٰتِ وَالذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۵۸﴾

یہ آیتیں ہم تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں اور نصیحت حکمت والی۔

اور یہ ساری باتیں اللہ نے اپنے نبیؐ کو بتائی تھیں۔ جبرائیلؑ نے یہ باتیں نبیؐ کو پڑھ کر سنائیں۔ اور نبیؐ نے ہمیں بتائیں۔ یہ تھا عیسیٰؑ کا اَصل قصّہ۔

اَب کچھ باتوں کی وضاحت۔

مُتَوَفِّيۡكَ: لفظ متوفی۔ وفا سے ہے۔ وف ا۔ آج اس لفظ کی وجہ سے ایک اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا فرقہ کہتا ہے کہ عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔

یہ قادیانی فرقے نے عیسیٰؑ کی قبر بھی آزاد کشمیر میں ثابت کر دی۔ احادیثؑ کو بھی اپنے مطلب کے لئے بدل لیا۔ قادیانی اسی لفظ سے بھٹک گئے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ آسمان پر اُٹھائے گئے۔

اللہ کے نبیؐ کی سو سے زائد تواتر والی احادیثؑ موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ عیسیٰؑ واپس دُنیا میں آئینگے۔

آخری زمانے میں عیسی بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں بھی صحیح احادیث اور دلائل موجود ہیں، اور آپ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلے کرینگے، اور اسی کی اتباع کرینگے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نئی رسالت و شریعت لیکر نہیں آئیں گے۔

بخاری: (2222) اور مسلم: (155) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب تم میں ابن مریم عدل و انصاف کرنے والے حاکم بن کر نازل ہونگے، وہ صلیب توڑ دینگے، خنزیر قتل کر دینگے، اور جزیے کا خاتمہ کر دینگے، اور مالی فراوانی اتنی ہو گی کہ کوئی مال قبول نہیں کریگا)

اور صحیح مسلم: (156) میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: (میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہتے ہوئے قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت کے دن تک غالب رہیں گے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پھر عیسیٰ

ابن مریم نازل ہونگے، تو اس وقت کا امیر کہے گا: "آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں" تو عیسی علیہ السلام کہیں گے: "نہیں، تم خود ہی آپس میں ایک دوسرے پر امیر ہو، یہ اللہ تعالی نے اس امت کو شان بخشی ہے)"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ مہدی اس اُمت میں سے ہونگے، اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز ادا کرینگے " کہ حدیث کے الفاظ: "تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا" کا معنی یہ ہے کہ اس وقت قرآن کو نافذ کیا جائے گا، انجیل کو نافذ نہیں کیا جائے گا"، ایک معنی یہ بھی ہیں کہ: شریعت محمدی قیامت کے دن تک جاری رہے گی، اور ہر صدی میں اہل علم کا ایک گروہ موجود رہے گا"، اور ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر عیسیٰ علیہ السلام امامت کیلئے آگے بڑھ جائیں تو دل میں ایک اشکال پیدا ہو سکتا تھا، اور یہ کہا جاسکتا تھا کہ: "امت محمدیہ کیلئے نائب بن کر آگے بڑھے ہیں، یا نئی شریعت لیکر ؟" تو وہ مقتدی بن کر نماز ادا کرینگے، تا کہ اس قسم کا شبہ ہی پیدا نہ ہو، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرما دیا: "میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا"۔

یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ قادیانی فرقہ گمراہ اور کافر فرقہ ہے، علمائے کرام نے انکی طرف نسبت رکھنے والے لوگوں کے بارے میں "کفر" کا فتوی دیا ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے عقائد میں کفریہ، اور واضح گمراہی پر مشتمل نظریات موجود ہیں، جیسے کہ وہ اپنے سربراہ غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، اسی غلام احمد قادیانی نے مغربی قوتوں کی خدمت کرنے کیلئے جہاد فی سبیل اللہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا، حج بیت اللہ کو منسوخ کیا اور قادیان کا حج کرنے کی ترغیب دی، قادیانیوں کے ہاں قادیان کا علاقہ مکہ اور مدینہ سے بھی افضل ہے۔

اِن لوگوں نے اپنے دین میں اپنی مرضی اور پسند کی باتیں شامل کر لی ہیں۔

لفظ توفی کے معنی لینے اور دینے کے ہیں۔ فوت کے معنی ہیں کہ اپنی جان دے دی۔ کسی عہدے دار کو اپنے عہدے سے واپس بُلا لینا۔

یہود کو بار بار ڈرایا گیا۔ یہ نبیوںؑ کو قتل کر دیتے، نیک لوگوں کے خلاف ہو جاتے۔ اللہ نے آخری حجّت تمام کر دی۔ یحیٰی آخری نبی اور عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے آخری رسول تھے۔

یحیٰیؑ کو ایک رقاصہ کے کہنے پر قتل کروا دیا۔

اللہ کے نبیؐ کو بھی ہجرت کا حکم دیا گیا۔ عیسیٰؑ کو آسمان کی طرف ہجرت کروا دی۔ یہود نے نعمت کی قدر نہیں کی اُن سے وہ نعمت چھین لی گئی۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرما دی کہ اگر تم شکر کرو گے تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ (۷)

اپنے نصیب پر نہ روئیں۔ نعمت کی قدر کریں۔ نیک لوگوں کی قدر کریں۔ عزّت و احترام کریں۔

مُتَوَفِّيكَ یعنی اللہ اُن کو سارا اوپر لے گیا۔ بدن سمیت۔

ہر زبان کے الفاظ کئی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے monitor or stable کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔

قران کی ڈکشنری اللہ کے نبیؐ ہیں۔ جو نبیؐ نے بتا دیا تو اُس کو مان لیں۔ اپنے عقیدے پر مضبوط رہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے فرما دیا کہ عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھایا گیا اور وہ واپس آئینگے۔

آگے آیتِ مباہلہ ہے کہ کیسے اللہ کے نبیؐ سے ملنے نجران کا وفد آیا۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾

بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اسے مٹی سے بنایا پھر اُسے کہا کہ ہو جا پھر ہو گیا (۵۹) حق وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو (۶۰)

یعنی اگر اللہ آدمؑ کو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا کر سکتا ہے تو عیسیٰؑ کو باپ کے بغیر پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اللہ کے نبیؐ کے ذریعے ہم سب دنیا والوں کو پیغام دیا جا رہا ہے کہ شک میں نہ پڑ جانا۔ حق وہی ہے جو ہمارا رَبّ ہمیں بتا رہا ہے۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۟ ﴿۶۳﴾

پس جو شخص آپ سے اس (عیسیٰؑ کے باب) میں (اب بھی) حجت کرے آپ کے پاس علم (قطعی) آئے پیچھے تو آپ فرما دیجئیے کہ آجاؤ ہم (اور تم) بلا لیں اپنے بیٹوں کو اور تمھارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمھاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمھارے تنوں کو پھر ہم (سب مل کر) خوب دل سے دعا کریں اس طور سے کہ اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں۔

(۶۱) بے شک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) وُہی ہے سچّی بات اور کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں بجز اللہ

تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں۔(٦٢) پھر (بھی) اگر سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو۔(٦٣)

مباہلہ یہ ہے کہ جب دو گروہوں میں دلائل کی بناء پر فیصلہ نہ ہو سکے تو اُن کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ کُھلے میدان میں آجاؤ۔ اپنے گھر والوں (بیویاں اور بیٹے یعنی اولاد) کو بھی لے آؤ۔ اور پھر اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت یعنی جھوٹے گروپ پر اللہ کی آگ برسے گی۔

"بے شک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) وُہی ہے سچّی بات اور کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں۔" اللہ کے نبیؐ نے نجران والوں کو مباہلے کی دعوت دی تو وہ انکار کر گئے۔ مباہلے میں حصّہ نہیں لیا اور جزیہ دینے کا وعدہ کر کے واپس چلے گئے۔

یہاں ان آیات سے شیعہ لوگوں نے اپنی مرضی کے معنی نکال لئے۔ اِسی قرآن سے لوگوں نے باتیں گھڑ لی ہیں۔ ایمان والوں کو ہی ہدایت ملتی ہے۔

اللہ ہمیں قران پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین